تعارف الحدیث

عبد الستار گوندل

(۱) عن ابی امامۃ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب للہ و ابغض للہ واعطی للہ ومنع للہ فقد استکمل الایمان (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ ہی کے واسطے کسی سے محبت رکھے اور اللہ ہی کے واسطے دشمنی رکھے اللہ ہی کے واسطے کسی کو کچھ دے اور اللہ ہی کے واسطے کسی کو کچھ نہ دے تو اس نے اپنا ایمان مکمل کر لیا۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس مختصر سی حدیث میں ایمان کی تکمیل کا ایک نہایت جامع اور مفید اصول بیان فرمایا گیا ہے۔ جسے اختیار کر کے ہم لوگ اپنا ایمان آخری درجہ تک مکمل کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک مومن کے لئے سب سے عزیز چیز اس کا ایمان ہے۔ جسے وہ کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ ہر لحظہ اس کوشش میں لگا رہتا ہے کہ اسے کمال تک پہنچائے۔

اصول یہ ہے کہ انسان اپنا ہر کام اور اپنی ہر حرکت صرف اللہ تعالیٰ خوشنودی کے لئے کرے جو کام بھی کرے یا کرنا چاہے پہلے دیکھے کہ اپنی کسی مصلحت یا ذاتی غرض کے لئے کر رہا ہے یا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کے لئے کر رہا ہے۔ انسان اپنے ہر عمل اور ہر ارادہ سے پہلے خوب غور کرے کہ وہ یہ کام اللہ پاک کے کسی حکم اور اس کی رضا کے خلاف تو نہیں کر رہا۔ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار فعل گنے ہیں کیونکہ یہی سب سے بڑے کام ہیں اگر انسان ان چاروں کاموں کو اللہ کے لئے کرے گا۔ تو باقی کاموں کا اس نیت اور ارادے سے کر لینا اس کے لئے آسان ہو جائے گا۔ اسی کو اخلاص کہتے ہیں۔

اپنے تمام کاموں میں غرض صرف اللہ تعالےٰ کی خوشنودی قرار دینے سے بہت

سے فائدے حاصل ہوتے ہیں مثلاً انسان کا ایمان ہر آلودگی سے، مطلب پرستی، خودغرضی اور ذاتی مصلحت سے پاک ہوجاتا ہے۔ اس کے ہر کام میں برکت ہوتی ہے کیوں کہ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید حاصل ہوتی ہے اور ایک کام میں کامیاب رہتا ہے۔ بھلا جسے اللہ کی مدد حاصل ہو وہ ناکام کیسے رہ سکتا ہے۔ اس راہ سے انسان کا ایمان کمال درجہ کو پہنچتا ہے۔

انسان کی سب سے بڑی معراج اس سے اچھی اور کیا ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہوجائے۔ جب انسان یوں اپنے آپ کو اور اپنی زندگی کے تمام اعمال کو اللہ تعالیٰ کے لئے وقف کر دیتا ہے۔ تو اس کے کامل ایماندار ہونے میں کوئی شک نہیں رہتا۔

اول یہ کہ کسی سے محبت کرے تو اللہ ہی کے لئے کرے۔ اس کی محبت میں اللہ کی رضا اور خوشنودی پیش نظر ہو اپنی کوئی ذاتی غرض یا کوئی دنیاوی مصلحت پیش نظر نہ ہو۔ بعض لوگ حسن و جمال کی خاطر بعض لوگ دنیاوی منافع حاصل کرنے کے لئے بعض بڑے لوگوں کا قرب حاصل کرنے کے لئے محبت کرتے ہیں لیکن اس کی محبت صرف اللہ کے لئے ہو۔

دوسرا فعل یہ ہے کہ اگر کسی سے بغض رکھے تو وہ بھی اللہ کی رضا کے لئے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اصولوں کو نہیں مانتا۔ اس سے اگر بغض بھی رکھا جائے گا تو وہ سمجھ جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے منہ موڑ کر وہ انسانوں سے بھی دور ہٹایا جا رہا ہے۔ اس لئے وہ خود ایمان کی طرف راغب ہوجائے گا۔ اور جو شخص اللہ ہی کیلئے بغض رکھتا ہے اس کا اپنا ایمان بھی تعصب اور جانبداری سے پاک ہوجاتا ہے اور اس طرح مضبوط ہوتا چلا جاتا ہے۔

تیسرا فعل یہ ہے کہ اگر انسان کسی کو کچھ دے تو صرف اللہ ہی کی خوشنودی کے لئے دے اس پر کسی قسم کا احسان نہ جتائے نہ اسے مرعوب کرے بلکہ کسی بدلہ کی توقع کئے بغیر عطا کرے۔ اس طرح اس کا ایمان دکھاوے اور بناوٹ سے پاک ہوجاتا ہے۔ بلکہ خالص اور مضبوط ہوجاتا ہے۔

چوتھا فعل یہ ہے کہ اگر انسان کسی کو کچھ دینے سے انکار کردے تو وہ انکار بھی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہو۔ جو شخص اس اصول پر عمل کرے گا وہ بااصول بن جائے گا

وہ خواہ مخواہ انکار کر دینے کی عادت سے بچ جائے گا۔

اللہ تعالٰی ہم سب کو ان پر پوری طرح کاربند ہونے کی توفیق دے۔ کہ ہمارا ہر عمل اللہ کے لئے ہو جائے۔ اور ذاتی ادنٰی خواہشات ختم ہو جائیں۔

(۲) عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من رضی باللہ بالیسیر من الرزق رضی اللہ عنہ بالقلیل العمل۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تھوڑا رزق لے کر اللہ سے راضی ہو گیا اللہ اسکے تھوڑے عمل سے راضی ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

دنیا کا یہ دستور ہے کہ جتنی رقم یا جتنا کام کسی کے سپرد کیا جاتا ہے اسی کے مطابق اس سے حساب لیا جاتا ہے۔ اگر آپ نے کسی کو دو سو روپے دیئے ہیں تو جب تک وہ دو سو روپے کا حساب نہ دے آپ کو اطمینان نہ ہوگا۔ آخری وقت تک پوچھتے رہیں گے کہ اس رقم کو کس کام میں لائے لیکن اگر آپ نے کسی شخص کو صرف ایک روپیہ دیا ہے تو ایک روپیہ کا حساب سن کر آپ مطمئن ہو جائیں گے۔ اور اس سے مزید کچھ نہ پوچھیں گے۔ اللہ تعالٰی کا بھی اپنی مخلوق سے ایسا ہی معاملہ ہے۔ جس بندہ کا بدن اور صحت مضبوط ہیں اس سے اس کی قوت کے مطابق پرسش ہوگی اور کمزور یا بوڑھے اور بیمار شخص سے اس کی قوت کے مطابق پوچھا جائے گا۔ جو شخص ایک پڑھے لکھے گھرانے میں پیدا ہوا ہے اور اسے خود بھی کافی علم نصیب ہوا ہے اس کا حساب ایک ان پڑھ غریب اور جاہل کنبے میں پیدا ہونے والے شخص کے مطابق نہ ہوگا۔ اس طرح ایک امیر کبیر دولت مند خاندان کے آدمی اور ایک غریب مزدور سے ایک جیسی پوچھ گچھ نہ ہوگی۔ وہ مزدور جس نے دن میں ایک روپیہ کمایا اور آٹھ آنے اپنے پاس رکھے اور آٹھ آنے کسی معذور محتاج کو دے دیئے یا کسی قومی اور دینی کام میں لگا دیئے۔ اس کا درجہ شاید وہ امیر تو پا سکے جو اپنی ایک ماہ کی ایک ہزار تنخواہ میں سے پانچ سو روپے راہِ خدا میں خرچ کرے ورنہ پانچ دس روپے خرچ کر کے کوئی امیر اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا۔

اس حدیث میں غریب لوگوں کے لئے بڑی ہمت افزائی ہے کہ وہ ہر وقت بے نوائی کا گلہ اور اللہ تعالٰی کی ناشکری نہ کرتے رہیں۔ بلکہ جو کچھ اللہ نے دیا ہے اور جو کچھ وہ

حلال اور جائز کوشش سے حاصل کر سکتے ہیں اس پر راضی رہیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے اپنی تھوڑی پونجی میں سے تھوڑا تھوڑا ہی ضروری موقعوں پر خرچ کرتے رہیں تو اللہ بھی ان سے راضی ہوگا اور ان کی تھوڑی رقم کو نہیں بلکہ ان کی نیت کو اور خلوص کو دیکھے گا۔ اور شائد انہیں بڑے بڑے امیروں سے بڑھ کر درجہ دے۔ اور قیامت کے دن ان کی عزت امیر کبیر لوگوں سے بڑھ جائے۔

اسی طرف نبی کریم کی اس حدیث میں امیروں کے لئے بھی عبرت ہے کہ وہ اپنے مال و دولت اور اپنی خیرات و سخاوت پر مغرور نہ ہوں اور غریبوں کی معمولی رقموں کو حقارت سے نہ دیکھیں۔ شاید وہی اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی بڑی بڑی رقموں سے زیادہ قبول ہوں۔ اللہ کے دربار میں دنیاداروں کی طرح حساب نہیں کہ غریب کا ایک روپیہ امیر کے سو روپے کا کتنا حصہ ہے۔ بلکہ وہاں یہ دیکھا جاتا ہے کہ غریب نے اپنے سرمائے کا کتنا حصہ دیا اور امیر نے اپنے خزانے کا کتنا حصہ خرچ کیا۔ اگر غریب نے اپنا ایک ہی روپیہ جو اس کے پاس تھا اس نے خرچ کر دیا تو امیر اس کے برابر تب ہوگا جب وہ اپنا سارا سرمایہ راہِ خدا میں دے دے ورنہ غریب سے امیر بہت پیچھے رہ جائے گا۔

(۳) عن معاذ بن جبل قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وجبت محبتی للمتحابین فیّ والمتجالسین فیّ والمتزاورین فیّ والمتباذلین فیّ۔

ترجمہ:- حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو فرماتے سنا۔ فرماتے تھے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری محبت واجب ہے ان لوگوں کے لئے جو میرے لئے آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں میرے لئے ایک دوسرے سے مل بیٹھتے ہیں۔ میرے لئے ایک دوسرے سے ملاقات کرتے ہیں۔ اور میرے لئے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

محبت انسانوں کا ایک شریف جذبہ ہے بشرطیکہ اس سے وہی کام لیا جائے جو قدرتی طور پر اس سے لینا چاہیئے۔ ورنہ پھر یہی جذبہ بہت سی خرابیوں کا باعث ہو جاتا ہے اگر یہ صحیح طور پر کام کرے تو دنیا اور آخرت دونوں کے کام ٹھیک ہو جائیں۔ اور اگر غلط

راستے پر چل پڑے تو پھر اس سرے سے اس سرے تک تمام کام بگڑتے چلے جاتے ہیں۔ آدمی کی خودغرضی تقاضا کرتی ہے کہ ان چیزوں کی طرف مائل ہو جو اس کے لئے نفع بخش ہوں لیکن تقویٰ کا تقاضا ہے کہ انسان محبت سے اندھا ہو کر حق و صداقت اور انصاف سے ہاتھ نہ دھو بیٹھے۔ عین ممکن ہے کہ ایک چیز کو بہت سے لوگ اپنے لئے نفع بخش سمجھیں اس بنا پر ان کے درمیان چھینا جھپٹی، کینہ، حسد، بغض، دنگا فساد اور مار پیٹ غرض سب کچھ ہو سکتا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دشمنی اور حسد کے جوش میں ایک دوسرے کو تباہ کر ڈالیں۔ اور اس چیز کو جسے ہر ایک لینا چاہتا تھا۔ کوئی بھی نہ لے سکے۔ اسلام سکھاتا ہے کہ مال و دولت، عزت، حکومت وغیرہ دنیا کی چیزوں کی محبت ساری خرابیوں کی جڑ ہے اس لئے ان کے ساتھ اندھا دھند محبت نہ کرو کہ ان کی محبت میں سب کچھ فراموش کر بیٹھو۔ فقط اللہ سے دل لگاؤ۔ اور اس کوشش میں لگے رہو کہ اللہ تم سے محبت کرنے لگے۔ اس مقصد کے حاصل کرنے کی صورت اس حدیث میں بتائی گئی ہے۔ اللہ فرماتا ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ میں تم سے محبت کروں تو تم ایک دوسرے سے بے غرض محبت کرو جو لوگ فقط میرے لئے محبت کرتے ہیں اور میرے ہی لئے ایک دوسرے کے ساتھ میل جول رکھتے ہیں اور میرے ہی لئے مال خرچ کرتے ہیں وہ یقین رکھیں کہ میں ان سے ضرور بالضرور محبت کروں گا۔ مقصد یہ ہوا کہ اپنی غرض کے لئے کسی سے محبت کرنا چھوڑ دو۔ جس سے بھی محبت کرو اللہ تعالےٰ کی خوشنودی کے لئے کرو۔ ایسے لوگوں کی مجلس میں بیٹھو جو اللہ کی رضاجوئی کے لئے جمع ہوں جس سے ملاقات کرنے جاؤ محض اللہ کی محبت کے لئے جاؤ اور جس کو کچھ دو اللہ کی خاطر دو ایسا کرنے سے اللہ بھی ضرور تم سے محبت کریگا۔

عن ابی هریرہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ اذا احب عبداً دعا جبریل فقال انی احب فلاناً فاحبہ قال فیحبہ جبریل ثم ینادی فی السماء فیقول ان اللہ یحب فلاناً فاحبوہ فیحبہ اهل السماء ثم یوضع القبول فی الارض واذا ابغض عبداً دعا جبریل فیقول انی ابغض فلاناً فابغضہ قال فیبغضہ جبریل ثم ینادی فی اهل السماء ان اللہ یبغض فلاناً فابغضوہ قال فیبغضونہ ثم یوضع لہ البغضاء

فی الارض۔

ترجمہ :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ جب اپنے کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل کو بلا کر کہتا ہے کہ میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تو اس سے محبت کر چنانچہ جبرئیل اس سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں پھر آسمان سے منادی کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص سے اللہ محبت کرتا ہے سو تم اس سے محبت کرو چنانچہ آسمان والے اس بندہ سے محبت کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ پھر وہ عام لوگوں میں مقبول ہو جاتا ہے۔ اور جب اللہ اپنے کسی بندہ کو ناپسند کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بلا کر کہتا ہے کہ فلاں شخص کو میں ناپسند کرتا ہوں سو تو اسے ناپسند کر۔ چنانچہ جبرئیل اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں۔ پھر آسمان سے منادی کر دیتے ہیں کہ اللہ فلاں شخص کو ناپسند کرتا ہے سو تم اسے ناپسند کرو۔ چنانچہ آسمان والے اسے ناپسند کرنے لگتے ہیں ۔ پھر وہ زمین والوں میں قابلِ نفرت ہو جاتا ہے۔

اس حدیث میں رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا اور بندگانِ خدا کی محبت اور دشمنی کی اصل حقیقت بیان فرمائی ہے اللہ کا بندے سے محبت کرنا یہ ہے کہ ایمان کی توفیق عطا کرنے کے بعد بندہ کی ظاہری اور باطنی حالت درست کر دے ۔ اور اس کی مدد فرمائے اور اس کی طرف خصوصی توجہ فرمائے اور اللہ کی ناراضگی کے معنی یہ ہیں کہ بندہ کی عاقبت خراب کر دے اور اسے نیک کاموں کی توفیق نہ دے جب اللہ تعالےٰ اپنے مومن بندے کی طرف توجہ کرتا ہے تو فرشتے اس کے مددگار بن جاتے ہیں ۔ اس کے لئے بخشش اور سلامتی کی کی دعا کرتے ہیں یہی نہیں بلکہ اس دنیا کے اندر بھی لوگوں کے دلوں میں اس کی عزت اور بڑائی بیٹھ جاتی ہے۔ اور لوگوں کے دل اس کی طرف جھکنے لگتے ہیں اور جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے اس سے فرشتے اور انسان سب منہ پھیر لیتے ہیں۔ اور اس کے دل کا چین جاتا رہتا ہے۔ ہر طرف اس کے خلاف فضا پیدا ہو جاتی ہے ۔

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یقول یوم القیامۃ این المتحابون بجلالی الیوم اظلھم فی ظلی یوم لا ظل الا ظلی ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا۔ وہ لوگ کہاں ہیں جو میری عظمت کو سامنے رکھ کر آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے آج میں انھیں اپنے سایہ میں جگہ دوں گا۔ جب کہ میرے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ ہی نہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہر روز دیکھنے میں آتا ہے کہ دنیا دار لوگ آپس میں کوئی ذاتی غرض سامنے رکھ کر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور جس سے کوئی فائدہ پہنچنے کی امید ہوتی ہے اس سے دوستانہ گانٹھتے ہیں۔ پھر ان کی غرض پوری نہیں ہوتی تو جھٹ جدا بھی ہو جاتے ہیں۔ اور دوستی کے سارے وعدے بھول جاتے ہیں بلکہ ان کی دوستی دشمنی میں بدل جاتی ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوستی ایسی بھی ہوتی ہے جو محض اللہ عزوجل کے خیال سے ہوتی ہے۔ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے سے اس لئے محبت کرتا ہے کہ دوسرا بھی اللہ عزوجل پر ایمان رکھتا ہے۔ اور اس کے آگے سر جھکاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس محبت کی وجہ ان کی کوئی اپنی غرض نہیں بلکہ یہ محض اللہ عزوجل کی تعظیم اور محبت کی وجہ ہے۔ اللہ کے ماننے والوں سے تعلق پیدا کرتے ہیں اس لئے کہ وہ اللہ کی اطاعت کرنے والے ہیں ایسا کرنا بلاشبہ اللہ بزرگ و برتر کی عظمت کا اقرار کرنا ہے جیسے دولت مند سے تعلق پیدا کرنا بلاشبہ دولت کی بڑھائی کا مان لینا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ ان لوگوں سے جو اللہ کے واسطے ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے ارشاد فرمائے گا کہ تم میرے سایہ میں آجاؤ میں تمھاری پریشانیوں سے آج تمھیں نجات دوں گا۔ کیونکہ آج کا دن انتہائی پریشانیوں کا ہے اور میرے سوا کوئی ان سے نہیں بچا سکتا۔ تمھارا آپس کا میل جول میری بڑائی کے مان لینے کی علامت تھی۔ میں آج تمھیں ساری مصیبتوں سے نجات دوں گا۔ جن لوگوں سے میل جول کی وجہ کوئی دنیا دی غرض تھی وہ آج بے یار و مددگار ہیں۔ کیوں کہ جن کو بڑائی سمجھتے تھے وہ تو دنیا میں رہ گئی۔ آج اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں۔ اس دن اللہ کریم کے سایہ کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہوگا۔

عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا بی ذر ای

عُرَی الایمان اوثق قال اللّٰہ ورسولہٗ اعلم قال الموالاۃ فی اللّٰہ و الحب فی اللّٰہ و البغض فی اللّٰہ۔

ترجمہ:۔ حضرت ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو ذرؓ سے فرمایا ایمان کی کون سی کڑی زیادہ مضبوط ہے۔ ابوذرؓ نے جواب دیا اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں فرمایا اللہ کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرنا۔ اللہ ہی کی خاطر دوستی کرنا اور اللہ ہی کی خاطر دشمنی کرنا۔ (مشکوٰۃ شریف)

عریٰ عروۃ کی جمع ہے عروۃ اس کڑی یا کنڈے کو کہتے ہیں جسے پکڑ کر انسان آسانی کے ساتھ کسی بڑی چیز کے ساتھ لٹک جائے۔ اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ ایمان کی بہت سی کڑیاں اور کنڈے ہیں ان میں سے کسی کو آدمی ہاتھ سے پکڑے تو وہ گویا ایمان کے ساتھ وابستہ ہو گیا۔ خوانخواستہ اب وہ ایمان سے جب ہی جدا ہو گا جب یہ کڑی ہاتھ سے چھٹ جائے گی یا ٹوٹ کر گر جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو کوئی بات بتانا چاہتے تو پہلے اس سے پوچھتے کہ کیا وہ اس کی بابت کچھ جانتا ہے۔ اس سے مقصود یہ ہوتا تھا کہ اس کی توجہ پوری طرح اس بات کی طرف ہو جائے اور جب اسے وہ بتائی جائے تو وہ اس کے ذہن میں خوب بیٹھ جائے حضرت ابوذر غفاریؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑے جان نثار صحابی تھے وہ ان چند صحابہ میں سے تھے جو اسلام کے اولین دور میں حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضور نے ان سے دریافت فرمایا کہ ایمان کی کون سی کڑی زیادہ مضبوط ہے جس کو پکڑ کر انسان پورے بھروسے اور وثوق کے ساتھ اس سے وابستہ رہ سکتا ہے۔ وہ جواب سننے کے لئے ہمہ تن تیار ہو گئے۔ اور عرض کیا اللہ اور اللہ کے رسول کو خوب علم ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ ایمان کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کے لئے سب سے مضبوط کڑی۔ جسے پکڑنا چاہیے یہ ہے کہ انسان اللہ کے لئے ایک دوسرے کی مدد کرے۔ اللہ ہی کے لئے دوستی کرے اور اللہ ہی کے لئے دشمنی کرے۔ یعنی آدمیوں کے باہمی تعلقات کی بنیاد کسی ذاتی غرض اور نفع و نقصان وغیرہ پر نہ ہونی چاہیے۔ جو بھی تعلق ہو وہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے

لئے ہو۔ باہم مدد ہو تو اللہ کے لئے دوستی ہو تو اللہ کے لئے اور نفرت ہو تو اللہ کے لئے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ ایماندار صرف وہ ہے جو دوسروں سے محض اللہ کے لئے تعلق رکھتا ہو۔ کوئی ذاتی غرض اس میں نہ ہو۔

تبلیغی اجتماعات کے اشتہارات ◉ قطعات

◉ دینی کتب و رسائل ◉ اور ہر قسم کی آفسٹ

◉ رنگین معیاری طباعت کیلئے

فالکن پرنٹنگ پریس

مینجر۔ فالکن پرنٹنگ پریس عقب پولیس چوکی۔ اردو بازار۔ لاہور